رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر (۱)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۰۸)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... لے
سہ ماہی .... معاف

شرح چندہ
سالانہ .... لے
ششماہی .... لے
سہ ماہی .... معاف

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد (۳) | ۱۶؍ تیر سنہ ۱۳۵۲ ف | ۱۷؍ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۲ھ | ۲۲؍ مئی سنہ ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۶)

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن پر

پرجا منڈل کے بیجا الزامات

معاصر دکن کرانیکل کا تبصرہ

نظام آباد ہندو کانفرنس نے اپنی ایک قرارداد میں حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن پر چند بیجا الزامات عائد کئے ہیں۔ ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے معاصر دکن کرانیکل نے اپنے اداریہ مورخہ ... میں اس قرارداد پر تبصرہ کیا ہے جس کے چند اہم اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

نظام آباد ہندو کانفرنس نے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی نسبت جو قرارداد منظور کی ہے اس پر ہر شخص کو افسوس ہوگا۔ بعض حیثیتوں سے حیدرآباد کی غذائی صورت زیادہ اطمینان بخش ہے۔ ہندوستان کے دوسرے حصوں سے جو لوگ یہاں آتے ہیں ان کا بھی بیان ہے۔ اس لحاظ سے کمرشیل کارپوریشن کا قیام غیر ضروری کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اس سوال کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ جونہی حکومت نے گیہوں کی قیمتوں پر سے نگرانی برخاست کردی گیہوں کا نرخ فی روپیہ چار سیر سے فی روپیہ ۲½ سیر ہوگیا۔ اس واقعہ کی توجیہ نظام آباد ہندو کانفرنس کے لئے بڑی دشوار ہوگی۔ کیونکہ اس قدر اضافہ کرنے کے لئے تاجروں کو کس چیز نے آمادہ کیا؟ کیا ہم یہ خیال کریں کہ آسمان سے کوئی بلا اور گیہوں کے ذخائر جل گئے؟ یا کسی علاقوں میں ... پڑا اور ذخائر اٹھالئے گئے؟ کیا حکومت نے تمام ذخائر اجناس فراہم کرکے چھپا دئے؟ پھر گیہوں کی موجودہ گرانی کی وجہ کیا ہے؟ کیا اس قرارداد کے محرک مسٹر گوپال راؤ بورگاونکر اس کا کوئی جواب دے سکتے ہیں؟ کیا نظام آباد کانفرنس جانتی ہے کہ تاجران غلہ جوار اور باجرا بڑی مقدار میں برآمد کررہے ہیں؟ کیا یہ انسان دوستی ہے؟ کیا نظام آباد کانفرنس نے یہ اطمینان کرلیا ہے کہ ہندو بیوپاری منافع خوروں نے اجناس خوردنی کے ذخائر چھپا نہیں رکھے ہیں؟ کیا تاجران غلہ بیباک طور پر اعلان کرسکتے ہیں کہ اغذیہ کی موجودہ نازک صورت حال کے وہ ذمہ دار نہیں ہیں؟ اگر حکومت نے صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے تو حکومت نے پبلک مفاد میں ایسا قدم اٹھایا ہے۔ حکومت پر اس امر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ تاجروں کے اخلاق اور طلب ... غیر مہذب طریقوں سے ... جو کے مرنے سے بچائے۔ اگر کوئی ملک ... وبا پھیل جائے تو نظام آباد کانفرنس سے یہ کہنی کہ "خانگی اطباء کو صورت حال سے نپٹنے دو وہ وبائی مریضوں کا علاج کریں گے اور وبا کا مقابلہ کریں گے۔ حکومت کو مداخلت کی ضرورت نہیں"۔ اگر حکومت معمولی حالات میں کمرشیل کارپوریشن قائم کرتی اور تاجر اپنے جائز کاروبار سے محروم ہوجاتے تو حکومت کی مذمت کرنے میں ہر شخص حق بجانب ہوتا۔

نظام آباد کانفرنس کی قرارداد ایک قدم آگے بڑھ کر یہ بھی کہتی ہے کہ کمرشیل کارپوریشن کا قیام ہندو تاجروں کے مفاد کے منافی ہے۔ اور بحیثیت مجموعی ہندو تاجروں کے لئے ایک ضرب کاری ہے۔ "ایسا بیان دو وجوہ سے نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ ایک یہ کہ غیر شعوری طور پر یہ اعتراف کیا جارہا ہے کہ اجناس خوردنی کی قلت ... کے ذمہ دار ہندو تاجر ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہندو تاجر رائے عامہ کے آگے خود مجرم قرار پاتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس قرارداد میں ایک فرقہ واری پیچ پیدا کی گئی ہے جو کمرشیل کارپوریشن کے قیام کے وقت حکومت کے ذہن میں نہیں تھی۔ کانفرنس نے ... کمرشیل کارپوریشن کو قانون ممانعت قرضہ اور قانون انتقال اراضی سے تشبیہ دی ہے گویا یہ قوانین ہندوؤں کے خلاف نافذ کئے تھے۔ یہاں بھی نظام آباد ہندو کانفرنس یہ اعتراف کرتی ہے کہ ان قرضوں کے ذمہ دار ہندو تھے ان کی اصلاح کے لئے مذکورہ بالا قوانین نافذ ہوئے۔ واقعہ یہ ہے کہ حکومت نے کسی وقت بھی تنہا ہندوؤں کو تمام معاشی اور سماجی برائیوں کا ذمہ دار قرار نہیں دیا۔ نظام آباد کانفرنس کی اہمیت اور جو دلچسپی اس نے پیدا کی تھی وہ اس قرارداد کی وجہ سے باقی نہیں رہتی۔ اگر کمرشیل کارپوریشن دیانت دار، غیر خود غرض اور راست باز تاجروں کے مفاد کے لئے خطرہ ہے تو انہیں صورت حال پر غور کرکے ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئے کہ حکومت کمرشیل کارپوریشن کو برخاست کردے۔ کمرشیل کارپوریشن سے حکومت کو کوئی فائدہ نہیں۔ کارپوریشن کے طریقہ کار کے متعلق ممکن ہے پبلک کو کچھ شکایت ہو۔ ممکن ہے کہ عہدہ داروں اور ملازمین کا انتخاب اصلاح طلب ہو۔ لیکن ان تمام امور کے باوجود کمرشیل کارپوریشن اس غرض سے قائم کی گئی ہے کہ عام پبلک کو نفع اندوزوں کی لعنت سے بچایا جائے۔ اور اس

(بقیہ صفحہ ۱۵)

مملکت
ہفتہ وار

جلد ۲ | ۱۶ امرتیر ۱۳۵۲ف | نمبر ۶

افریقہ سے محوریوں کا اخراج

مسئلہ ہند کی اہمیت

شمالی افریقہ سے دول محور کا اخراج اور محوری فوجوں کی گرفتاری اس دعوے کی بین دلیل ہے کہ اتحادی اقوام کی گزشتہ سہ سالہ مساعی اب اس منزل پر پہنچ چکی ہیں کہ محوری مورچوں پر اتحادیوں کی جانب سے حملہ محض وقت اور موقع کی بات ہے۔ ٹیونیسیا کی فتح اتحادیوں کی ایک عظیم الشان فتح ہے۔ جس طرح ڈنکرک سے برطانیہ کی فوجیں بچ کر نکل گئیں اسی طرح ٹیونیسیا سے محوری فوجیں بچ کر نکل نہ سکیں۔ یہاں محوری فوجیں اسی طرح محصور ہو گئیں جس طرح اسٹالن گراڈ میں ہوئی تھیں۔ اس فتح میں ہندوستان کی چوتھی اور پانچویں ڈویژن کا کافی حصہ رہا ہے۔ افریقہ سے دول محور کے اخراج کے نتیجے کے طور پر بحر روم میں اتحادی جہازوں کی نقل و حرکت کے لئے راستہ کھل جاتا ہے جو ہندوستان کے نقطہ نظر سے بہت اہم ہے۔ فتح ٹیونیسیا کی مسرت میں ہز ایکسلنسی وائسرائے نے اہل ہند کی جانب سے ہندوستان بحیثیت قوم ٹیونیسیا منانے کا اعلان کیا ہے۔ اس مسرت میں ہم بھی شریک ہیں کیونکہ خیال غالب یہ ہے کہ ہندوستان پر حملے کے امکانات بہت گھٹ گئے ہیں۔

افریقہ کے بعد

اتحادیوں کے آئندہ اقدام کا رخ کیا ہوگا؟ اس سوال پر ہر شخص غور کر رہا ہے۔ اخباری اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اتحادیوں کے آئندہ اقدام پر واشنگٹن میں غور ہو رہا ہے۔ مسٹر چرچل نے وطنی محافظ دستوں کی تیسری سالگرہ کے موقع پر وائٹ ہوز سے ایک تقریر نشر کی جس سے مترشح ہوتا ہے کہ اقوام متحدہ بر اعظم یورپ پر حملہ کرنے کی تدابیر پر غور کر رہے ہیں۔ اس غور و خوض کے موقع پر مسٹر ... اور لارڈ ہیلیفکس کی موجودگی سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ ہندوستان کا مسئلہ بھی مسٹر چرچل اور مسٹر روزولٹ کے مابین موضوع گفتگو رہا ہوگا۔ مسٹر جناح کی حالیہ تقاریر کے بعد ہندوستان کے سیاسی تعطل کا حل یہی معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم گاندھی جی اور کانگریس کی مجلس عاملہ کے ارکان کو مسٹر جناح اور غیر جماعتی قائدین سے گفتگو اور میل جول کی آزادی دی جائے۔ اس میں حکومت برطانیہ کے وقار کو کوئی صدمہ نہیں پہنچے گا اور یقیناً کوئی ایسی بات نکل آئے گی جو ہندوستان کی چھپی ہوئی قوتوں کو اتحادیوں کی جنگ آزادی کے لئے کام میں لانے کے لئے ممد و معاون ثابت ہو۔

حکومت حیدرآباد نے چند سیاسی قیدیوں کو رہا کر کے سیاسی قیدیوں کی رہائی کا راستہ کھول دیا ہے۔ اگر حکومت ہند اس عمل کی تقلید کرے تو یقیناً وہ گھاٹے میں نہیں رہے گی۔

مفاہمت کی ضرورت

اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امریکہ، چین اور روس کو اس بات سے گہری دلچسپی ہے کہ ہندوستان پوری قوت کے ساتھ اتحادیوں کے دوش بدوش معاشی جنگ میں حصہ لے۔ ان ممالک کو یقین ہے کہ فی الوقت ہندوستان کی پوری قوتوں سے کامل استفادہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ اسی لئے یہ ممالک ہندوستان کے سیاسی عقدے کو حل کرنے کی جانب کافی سے زیادہ توجہ دے رہے ہیں۔ اس مسئلہ کا منفی پہلو یہ ہے کہ اگر ہندوستان کے سیاسی تعطل کا کوئی تشفی بخش حل دریافت نہ کیا جائے تو دشمن (برلن اور ٹوکیو) کو ان کے اس دعوے کی تائید میں ایک دلیل مل جاتی ہے کہ یہ جنگ آزادی کی جنگ نہیں ہے بلکہ جنگ زرگری ہے۔ مختصر یہ کہ حکومت برطانیہ اپنے دوستوں کی طمانیت اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے بچنے کی خاطر دن بدن اس امر کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ کا کوئی ایسا حل تلاش کیا جائے جو بین الاقوامی دنیا کی نظر میں برطانیہ کو ایک نیک نیت، حریت پسند اور ... قوم ثابت کرے۔ ان حالات میں اہل ہند کے فرائض اور ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ مسٹر جناح نے پاکستان کے مفہوم کو غیر معین چھوڑ کر گفت و شنید کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ اگر حکومت کانگریس ہائی کمانڈ اور گاندھی جی کو یہ آزادی دے کہ وہ مسٹر جناح یا غیر جماعتی قائدین سے گفتگو اور تبادلہ خیالات کر سکیں تو یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے گی۔ یہاں ہم اس بات کا اعادہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ریاست ہائے ہند اور برطانوی ہند میں بھی سمجھوتہ ہو جانا ضروری ہے۔

حق خود ارادیت

ڈاکٹر امبیدکر نے ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار سے ایک ملاقات کے دوران میں ہندوستان کے سیاسی تعطل کو دور کرنے کے لئے ایک اسکیم پیش کی ہے۔ یہ اسکیم بجائے خود اچھی ہے لیکن اس میں ریاستوں سے معاہدت کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اگر یہ کمی پوری ہو جائے تو یہ اسکیم اس قابل ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا جا سکے۔

ہمیں یقین ہے کہ ہمارا ملک امور دستوری حالات کے نشیب و فراز اور واقعات کی رفتار سے باخبر ہے۔ اور جوں ہی کوئی جدید آئینی تشکیل کا سوال پیدا ہوگا تو حیدرآباد ہر امکانی صورت میں اپنی انفرادیت اور سیاسی و معاشی آزادی کے حصول و استحکام کے لئے تیار رہے گا۔

محکمہ ریلوے میں کیا ہو رہا ہے؟

ملک کی یہ بدقسمتی ہے کہ ریلوے کے نظم و نسق کو قائدین اور اخبارات وہ توجہ نہیں دے رہے ہیں جس کا وہ مستحق ہے۔ اکثروں کو شاید یہ بھی خبر نہیں کہ ریلوے میں حکومت سرکار عالی نے تقریباً (۱۹) کروڑ کی خطیر رقم لگا رکھی ہے۔ اس سرمایہ سے حکومت کو جو آمدنی ہوتی ہے وہ سالانہ تقریباً ایک کروڑ دس لاکھ ہے۔ یہ منافع ہماری نظر میں کم ہے۔ اگر زیادہ توجہ اور کفایت شعاری سے کام لیا جائے تو منافع کی مقدار بڑھ سکتی ہے۔ تفصیل میں گئے بغیر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ محکمہ ریلوے کے اخراجات کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ سنہ ۱۳۵۰ف میں اخراج کی مقدار ایک کروڑ (۲۰) لاکھ سے زیادہ تھی اور جملہ آمدنی دو کروڑ (۸۰) لاکھ تھی۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ سالانہ آمدنی کا تقریباً نصف حصہ نظم و نسق پر صرف ہوتا ہے۔ اس تناسب میں تخفیف کی کافی گنجائش نظر آتی ہے۔ حیرت ہے کہ اس وقت مدارج کو تخفیف مصارف کی کمیٹی [illegible] گیا۔

اسی ضمن میں ریلوے کے تقررات کا مسئلہ بھی غور طلب ہے۔ محکمہ ریلوے میں جتنے غیر ملکی افراد کی بھرتی کی گئی ہے اس کی نظیر دیگر محکمہ جات

میں جن مشکل ہے۔ ریلوے کے کسی دفتر میں آپ پہنچ جائیں یا ملک محروسہ کے کسی بھی دور دراز اسٹیشن پر آپ اسٹیشن ماسٹر یا گارڈ سے آپ گفتگو کریں آپ کو یقین نہ آئے گا کہ آپ مالک محروسہ سرکار عالی کے حدود میں ہیں۔ شمالی ہند کے ایک خاص قبیلہ نے محکمہ ریلوے کی بیشتر جائیدادوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا ہے اور کسی دوسرے قبیلہ یا قوم کے افراد کے لئے یہ محکمہ ان کا محفوظ بنا ہوا ہے۔ اس غلطی کی اصلاح کے لئے ریلوے کے تقررات کو اعلیٰ سے ادنیٰ عہدوں تک ایک ایسی مجلس کے سپرد کرنا ضروری ہے جس میں علاوہ صدر دوران ریلوے کے محکمہ پبلک سرویس، تعمیرات، صنعت و تجارت اور زراعت کے نمائندے بھی شریک ہوں۔ ملکی طبقہ کے حقوق کی حفاظت کے لئے جامعہ عثمانیہ کے نائب معتمد جامعہ، نظام کالج اور عثمانیہ انجنیرنگ کالج کے پرنسپل صاحبان اور ناظم صاحب تعلیمات بھی شریک کئے جائیں تو ان ملکی افراد کے حقوق کی نگہداشت کے لئے یہی ایک طریقہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ انجمن طلباء جامعہ عثمانیہ کی توجہ کا بھی مستحق ہے۔

تقریباً یہی حال محکمہ ریلوے کی بس سرویس کا بھی ہے جس کے سالانہ اخراجات (۳۲) لاکھ روپے کے لگ بھگ ہیں۔ اس شعبہ میں بھی ملکی افراد مفقود ہیں۔

اب جبکہ محکمہ ریلوے نے مسافروں کی شرح کرایہ میں فی میل ایک آنہ اور اسباب کے محصول کی شرح میں فی میل دو آنے کا اضافہ کر دیا ہے تو بجا طور پر یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ حکومت کو زیادہ منافع ہوگا لیکن بڑھے ہوئے اخراجات کی وجہ سے ایسا نہیں ہو رہا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ محکمہ ریلوے کو تبلیغ و اشاعت یا صحافت کا اتنا کیوں شوق ہے۔ اس محکمہ کی جانب سے ایک انگریزی اور ایک اردو ہفتہ وار اخبار شائع کیا جاتا ہے اور ایک لاکھ کی تعداد میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس اخبار کا مقصد تبلیغ و پروپگنڈہ ہے۔ اگر یہی غرض ہے تو اس مقصد کو سرشتہ صحافت عامہ مقامی اخبارات کی مدد سے نہایت عمدگی سے ادا کر سکتا ہے جس سے ریلوے کے مواصلات پر غیر ضروری بار نہیں پڑ سکتا۔

ہمیں توقع ہے کہ آنریبل مسٹر غلام محمد ان مسائل کی جانب ضرور کی توجہ مبذول فرمائیں گے۔

رقبہ زیر کاشت میں اضافہ ممکن ہے

غیر خالصہ علاقہ جات کے صحیح اعداد و شمار کا ہمیں پتہ نہیں لیکن تازہ ترین سرکاری اشاعتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ علاقہ دیوانی میں جملہ (۵۱) لاکھ ایکڑ زیادہ اراضی قابل کاشت ہونے کے باوجود زیر کاشت نہیں لائی گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ اراضی مختلف اضلاع میں منتشر ہوگی اس لئے اس کو زیر کاشت لانے کی ذمہ داری کسی ایک تعلقدار پر عائد نہیں ہو سکتی۔ البتہ محکمہ مال سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیوں اس وسیع رقبہ کو زیر کاشت لانے کا کوئی خصوصی توجہ نہیں فرمائی گئی۔ اگر زمین بعض قسم کی ہے جو موجودہ حالات کے تحت پر سمجھتے ہیں کہ اس اراضی کو چند سال کے لئے معافی مالگزاری کے ساتھ لاونی پر اٹھایا جا سکتا ہے اور پٹہ داروں کو اس امر پر مجبور کیا جا سکتا ہے کہ اس پر صرف اجناس خوردنی کی کاشت کریں۔ اگر یہ اراضی اجناس خوردنی کی کاشت کے لئے موزوں نہ قرار پائے تو کسی اور فصل مثلاً چارہ وغیرہ کی کاشت کے کام میں لائی جا سکتی ہے۔ بہرحال اگر محکمہ مال سے متعلقہ صاحبان کے نام پر حکم جاری کیا جائے کہ یہ قابل کاشت رقبہ زیر کاشت لایا جائے تو نتائج خاطر خواہ پیدا ہو سکتے ہیں۔

معلومات عامہ کے ایک حالیہ پریس نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت سرکار عالی نے "زیادہ غلہ اگاؤ" کی مہم کے لئے (۳۲) لاکھ روپیہ کی گرانقدر رقم منظور فرمائی ہے اور ہر اس کاشتکار کو جو تقسیم آب رسانی سے بجائے اپنی زمینات پر اجناس خوردنی کاشت کرے فی ایکڑ دو روپے کی امداد منظور فرمائی گئی ہے اور محاصل مالگزاری میں پچاس فیصد کی رعایت۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ رعایتیں بھی نیاضانہ ہیں لیکن ان کی کامیابی کا انحصار متعلقہ صاحبان کی توجہ پر منحصر ہے۔

قائدین اظہار حقیقت سے ڈرتے ہیں

برطانوی ہند کے انگریزی جرائد اور خبر نویسوں کی جنوبی ہند کے صحیفہ نگاروں کا تبصرہ

تریل میں اخبار "کیرلا" مدراس مورخہ ۱۵ اپریل کے اداریہ سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔

اس استبداد انگیز اور غیر حقیقی فضا میں جو اس وقت ہندوستان پر مسلط ہے دیانت داری کے ساتھ اظہار رائے مشکل ہے۔ بدقسمتی سے ہماری پبلک زندگی کی یہ نمایاں خصوصیت ہو گئی ہے کہ ہر برآوردہ اصحاب خانگی محفلوں میں کچھ کہتے ہیں اور پبلک میں کچھ اور۔ ہم جانتے ہیں کہ اکثر قائدین جو پبلک زندگی اور بڑی بڑی کانفرنسوں میں بہت نمایاں رہے ہیں کانگریس کی پالیسی کی مذمت میں کبھی پیش و پیش نہیں کی اور کانگریسی لیڈروں پر تنقید کرنے میں کبھی پیچھے نہیں رہے۔ لیکن جب پبلک میں تقریر کرنے کا موقع آتا ہے تو وہ بزدل بنانے والی فضا سے متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں جو آج کل ہندوستان بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ اس مرض کو انہار کی خوشنودی تو کہا جاتا ہے۔

جنوبی ہند کا تسلط

ہم واقف ہیں کہ آج کل اکثر اخبارات ایسے افراد کے قبضہ میں ہیں جن کا ایک ہی قبیلہ سے تعلق ہے اور یہ زیادہ تر جنوبی ہند کے ہیں۔ لاہور سے مدراس تک کلکتہ سے کراچی تک تقریباً ہر انگریزی اخبار کی مجلس ادارت میں اس قبیلہ کا ایک نہ ایک فرد موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی اخبارات میں خیالات کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مقامی قوم پرست روزناموں سے قطع نظر لاہور کے "ٹریبون" کی "تقسیم ہو یا ڈیل کے" ہندوستان ٹائمز کی "آزاد ہند کے مستقبل" پیر بڑی کی مدد یا ناگپور کے "ہتواد" یا کراچی کے "سندھ ابزرور" کی آپ کو ایک ہی قسم کی تنقید ملے گی۔ اس کی وجہ محض یہ ہے کہ ان اخبارات کی پالیسی کی رہنمائی وہ ایک ہی قبیلہ کرتا ہے جو جنوبی ہند سے تعلق رکھتا ہے۔

اینگلو انڈین اخبارات

ایک زیادہ دلچسپ اور ناقابل فہم واقعہ یہ ہے کہ وہ اینگلو انڈین اخبارات بھی جن کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اس ملک میں یوروپین فرقہ کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں درحقیقت اسی قبیلہ کے زیر اثر چلتے ہیں "ٹائمز آف انڈیا" "اسٹیٹسمین" "سیول اینڈ ملٹری گزٹ" یا چار اور مشہور مقامی معاصر جن کا ہم نام نہیں لیں گے یہ محسوس ہو جائے گا کہ جب یہ اخبارات مقامی مسائل پر بیان کیا جاتا جماعتوں اور شخصیتوں یا جلسوں اور کانفرنسوں پر تنقید کرتے ہیں تو اس میں کوئی چھپا ہوا ہاتھ کام کرتا ہے۔ کیوں؟ کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ ان جرائد کے نامہ نگار جو ایک ہی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کا صدر مقام گوداوری اور کرشنا کے جنوب میں واقع ہے بعض واقعات کو رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور بعض واقعات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

اسی طرح حیدرآباد کے نامہ نگار چاہے وہ امریکہ سے آئے ہوں یا انگلستان سے اس پس منظر سے واقف نہیں ہوتے جو ہندوستانی صحافت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ قوم پرست جرائد کو سمجھ سکتے ہیں جو دراں پیامبر طوطوں سے واقف ہوتے ہیں جو ہندوستانی جرائد میں خیالات کی یکسانیت کے پیچھے کار فرما ہوتے ہیں۔ ایسے نامہ نگاروں کو بھی جنوبی ہند کا یہ قبیلہ متاثر کر دیتا ہے۔

ہم نے ہندوستانی جرائد کی سرگرمیوں کی اس رفتار پر اس لئے بحث کی ہے تاکہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ کیوں ہندوستانی لیڈر طوطے کی طرح ایک قسم کے نعرے دہراتے ہیں اور ایک ہی قسم کے نعرے لگاتے ہیں اور اصول و عمل میں اس قدر تضاد کیوں ہے۔

وہ وقت آگیا ہے جبکہ یہ ساری کیفیت ختم ہو جائے گی اور لوگ خود اپنے طور پر سوچنے لگیں گے اور اندھی تقلید کے بجائے اپنے معتقدات پر عمل کریں گے۔

کاشتکاروں کو ان کی محنت کا پورا صلہ ملے گا

سررشتہ مارکٹنگ کی کوشش

حیدرآباد کے کاشتکار بھی ہندوستان کے دوسرے حصوں کے کاشتکاروں کی طرح اپنی ناواقفیت کی وجہ سے ابھی تک اپنی پیداوار کی پوری قیمت حاصل نہ کر سکتے تھے دلال کے ہاتھوں سے انہیں جو کچھ مل جاتا تھا اس پر قانع ہو جاتے تھے مگر آج کاشتکار کی زندگی پنپتی دکھائی دیتی ہے۔ سررشتہ مارکٹنگ نے جسے قائم ہو کر تقریباً دس سال ہوتے ہیں کاشتکار کو بہت ساری مصیبتوں سے نجات دلا دی ہے اب دلال کاشتکاری کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر اس کی پیداوار ہضم نہیں کر سکتا۔ کاشتکاری کی محنت کا حاصل اس کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔

سررشتہ مارکٹنگ کی سرگرمیاں ہر سال بڑھتی جا رہی ہیں اور اس سررشتہ کی کوششیں کاشتکار کی بھلائی کی ضمانت بن گئی ہیں۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کے علاقہ میں ہر سال تین کروڑ ایکڑ زمین پر کاشت کی جاتی ہے۔ اندازاً ہر ایکڑ سے کاشتکار کو (۳۳) روپیہ مالیت کی پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح ممالک محروسہ سرکار عالی کی ساری زرعی پیداوار کی قیمت (۱۰۰) کروڑ ہو جاتی ہے۔ اس میں سے آدھی پیداوار جو زیادہ تر اناج پر مشتمل ہوتی ہے کاشتکار اپنے ہی استعمال کے لئے رکھ لیتے ہیں۔ باقی آدھی مقدار ممالک محروسہ سرکار عالی کے بازاروں میں فروخت کے لئے آتی ہے مگر اچھے یا خراب موسم یا کم یا زیادہ قیمتوں کی وجہ سے پیداوار کے حاصل میں بہت زیادہ فرق پڑ جاتا ہے۔ اگر موسم اچھا اور قیمتیں مناسب ہوں تو پیداوار کا مجموعی حاصل (۱۰۰) کروڑ تک پہنچ جاتا ہے اور اگر موسم خراب اور قیمتیں کم ہوں تو یہی مقدار (۵۰) کروڑ تک آ جاتی ہے۔ اس اتار چڑھاؤ سے نہ صرف حکومت کی مالگزاری بلکہ تجارت اور صنعت بھی متاثر ہوتے ہیں اس لئے کاشتکار کو اس کی محنت اور پیداوار کا جائز صلہ ملنا ضروری ہے کیونکہ ریاست کا ہر شہری راست یا بالواسطہ اس سے تعلق رکھتا ہے۔

کاشتکاروں کی امداد

لارڈ لنلتھگو کی صدارت میں شاہی زرعی کمیشن نے یہ معلوم کیا کہ ایک طرف کاشتکار ہیں جو اپنی فوری ضروریات سے آگے نہیں دیکھ سکتے۔ دوسری طرف دلال ہیں جن کا تعلق ان قومی بازاروں سے ہے۔ ان دونوں کے مابین غیر منصفانہ مقابلہ کی وجہ سے کاشتکار کو خریدار کے روپیہ میں سے (۶) آنہ سے لیکر (۱۰) آنے ہی ملتے ہیں۔

شاہی زرعی کمیشن نے ان حالات کا لحاظ کرتے ہوئے بہت سی سفارشیں پیش کیں جن میں اہم یہ ہیں۔

(الف) مناسب قانون کے ذریعہ زرعی بازاروں کے قواعد و ضوابط کی تشکیل۔

(ب) بازار کے مسائل کا مطالعہ

(ج) معیاری ناپ تول کی ترویج

(د) انجمن ہائے فروخت امداد باہمی کا قیام۔

(ھ) بازار کی خبر رسانی کی تنظیم۔

ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح حیدرآباد کا سررشتہ مارکٹنگ بھی ان ہی سفارشوں کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔

اہم بازاروں کی تنظیم

اس سلسلہ میں سب سے پہلے حیدرآباد کے بازاروں کو منظم کرنے کی تدبیریں اختیار کی گئیں۔ زرعی بازاروں کا قانون منظور کرکے ۱۳۴۹ف میں اسے ضلع ناندیڑ میں رائج کیا گیا تاکہ وہ اس قانون کو دوسرے مقامات پر بھی رائج کرے۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد اس قانون کا عمل دوسرے بازاروں میں بھی ہونے لگا۔ اور اب اس قانون کے تحت (۵۰) منظم بازار کام کر رہے ہیں۔ اس قانون کی رو سے ہر بازار میں بازار کی مجلسیں بنائی جاتی ہیں جن میں ساہوکاروں اور کاشتکاروں کے نمائندے ہوتے ہیں۔ حکومت کا ایک نمائندہ جو عام طور پر سررشتہ مال کا عہدہ دار ہوتا ہے مجلس کے صدر کی حیثیت سے مجلس کی تمام کارروائیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ یہ مجلس متعلقہ بازار کے لئے ذیلی قوانین بناتی ہیں۔ اور مقامی بازار کے عمل درآمد کا تعین کرکے بازار میں فیس مقرر کرتی ہیں۔ بازار کے تمام کام کرنے والوں کو لائسنس دیا جاتا ہے۔ اور ہر دلال یا کمیشن ایجنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر کاروباری معاملہ کے لئے فروخت چٹی جاری کرے۔ جس میں حسب ذیل اندراجات ضروری ہیں۔

الف۔ خرید کرنے اور فروخت کرنے والے کا نام۔

(ب)۔ فروخت شدہ پیداوار کا نام اور وزن۔

(ج)۔ پیداوار کی نوعیت اور اس کی گرد آوری کا لحاظ کرتے ہوئے صفائی کرنا۔

(د) کمیشن، تول اور ہمالی کی فیس اور اخراجات کا اندراج

(ھ) فروخت کرنے والوں کو اصل رقم کتنی دی گئی۔ اس چٹی کی ایک نقل بازار کی مجلس کو بھی جاتی ہے جہاں متعلقہ عملہ اس کی جانچ کرتا ہے۔

ہر بازار کی مجلس بازار کا منتظم مقرر کرتی ہے۔ اس جگہ کے لئے عام طور پر گریجویٹ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ضرورت کے لحاظ سے دوسرا عملہ بھی مقرر کیا جاتا ہے۔

بڑے بڑے بازاروں میں اگر موسم اچھا ہو تو روزانہ ایسی دو ہزار فروخت چٹیاں وصول ہوتی ہیں۔ ان کی باضابطہ تنقیح کی وجہ سے بازاروں میں دو لاکھ کی کھپت ہو جاتی ہے۔ اس انتظام کے لئے کاشتکاروں کو (۱۰۰) روپیہ کے مال کی فروخت پر دو آنے مارکٹ فیس ادا کرنی پڑتی ہے۔

ممالک محروسہ کے منظم بازار (۱۰) سے لیکر (۱۵) کروڑ مالیت کی زرعی پیداوار کا کاروبار کرتے ہیں جو تمام ممالک محروسہ میں فروخت ہونے والی زرعی پیداوار کا ایک چوتھائی ہے۔ حکومت اس قانون کا عمل تھوڑی سی ترمیم کے بعد دوسرے بازاروں اور کاروباری مرکزوں میں بھی کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ ملک کی باقی تین چوتھائی فروخت بھی منظم ہو جائے۔

پچھلے چھ سال میں سررشتہ مارکٹنگ سرکار عالی نے بازار کی (۲۵) اشیاء کے جائزہ کی رپورٹ مکمل کر دی۔ ایسی ہی ریاستی اور صوبائی رپورٹوں کی بنیاد پر حکومت ہند کے مرکزی سررشتہ مارکٹنگ نے کئی بازاری اشیاء کے جائزہ کی ایک ضخیم رپورٹ شائع کی ہے۔

قریبی مطالعہ سے یہ پتہ چلا کہ زرعی بازاروں کے کاروبار میں کوئی تناسب یا ہم آہنگی نہیں ہے۔ ایک ضلع کا ناپ تول اور قیمتیں دوسرے ضلع سے مختلف ہیں یہاں تک کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں بھی یہ فرق موجود ہے۔

مختلف بازاروں کی فیس، پیداوار کی قیمت اور وزن یا گاڑی کے لحاظ سے لی جاتی تھی اور ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ اسی طرح مختلف بازاروں میں مختلف اشیاء کے کاروبار میں ایسا ہی فرق موجود تھا۔ ناپ تول کا کوئی مناسب طریقہ رائج نہ تھا۔

حکومت ہند کے قانون کے طرز پر حیدرآباد میں بھی ناپ تول اور بازاری حالات کا قانون رائج کیا گیا۔ مگر جنگ اور گرانی کی وجہ سے دوسرے علاقوں کی طرح یہاں بھی اس قانون کا عمل ملتوی ہو گیا ہے۔ اس کے باوجود حکومت سرکار عالی کے مارکٹنگ آفیسر اس کی کوشش کر رہے ہیں کہ ناپ تول کے دوسرے طریقوں کو مسدود کرکے تمام بازاروں میں ہر چیز کے لئے (۱۲۰) سیر کے پلہ کو رائج کریں۔ بازاروں کی فیس میں بھی ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

انجمن ہائے فروخت امداد باہمی

امداد باہمی کی انجمن ہائے فروخت کے قیام پر بھی حکومت سرکار عالی خاص توجہ دے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ہر انجمن کے لئے ایک بلاسودی قرض دیا گیا ہے۔ اور گوداموں کی تعمیر کے لئے بھی مدد دی جا رہی ہے۔ اس وقت ریاست میں فروخت کی (۲۰) انجمنیں ہیں۔ جن میں سے بعض (۵) سال سے قائم ہیں۔ امداد باہمی اور مارکٹنگ دونوں کی ترقی کے لئے یہ انجمنیں ضروری ہیں۔ اسی لئے ان دونوں محکموں میں قریبی تعلق قائم کر دیا گیا ہے۔ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ خاص نتائج کا اعلیٰ صدر محکمہ کے مکمل کرکے اور بازاروں کے منتظمین اور چیف مارکٹنگ آفیسر کو ان اداروں سے متعلق

(بقیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱)

حکومت غلطی کر رہی ہے

مولوی مقصود احمد خاں صاحب کی صاف گوئی

حیدرآباد - ۱۰ مئی۔ مولوی مقصود احمد خاں صاحب نے حسب ذیل بیان برغرض اشاعت جاری کیا ہے۔

اجناس کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کو روکنے کے لئے میں حکومت اور حکام متعلقہ کو مسلسل یہ مشورہ دیتا رہا کہ ضروری اجناس خوردنی خصوصاً جوار، چاول اور گیہوں پر حکومت کنٹرول قائم رکھے لیکن افسوس یہ ہے کہ پبلک کے نمائندوں کی جانب سے جو عوام کے ترجمان خیال کئے جاتے ہیں میری ہمنوائی نہیں کی گئی۔ اور یہی اس امر کا باعث ہوا کہ حکومت نے اجناس خوردنی کی قیمتوں پر نگرانی رکھنے کی پالیسی کو ترک کر دیا۔ اس موقع پر میں اس مسئلہ کی مزید توضیح کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے تمام پہلو عوام کے سامنے آجائیں۔

نگرانی اٹھانے کی خرابیاں

نظام آباد اور ورنگل کی منڈیوں میں جیسے ہی چاول موسم آیا ۱۲ سیر فی روپیہ کے حساب سے فروخت ہونے لگا۔ ذخیرہ کنندگان نے اس جنس کو گوداموں میں بھرنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ماہ خورداد میں موٹے چاول کی قیمت حیدرآباد کے عام بازاروں میں ساڑھے تین سیر فی روپیہ ہو گئی۔ بعد ازاں جب بیوپاریوں کو پتہ چل گیا کہ ۱۰ تیر میں بجواڑہ سے چاول کی آمد رک جائے گی تو یہی دیسی چاول جو خورداد میں بذریعہ خردہ فروشی ۳ سیر فی روپیہ بک رہا تھا ایک ہفتہ کے اندر ۲ سیر فی روپیہ فروخت ہونے لگا۔ جس کے باعث مفلوک الحال مزدور اور ملازمین ناقابل بیان تکالیف و مصائب کا شکار ہو رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ [illegible] نے قیمتوں پر دوبارہ قابو حاصل کر لیا۔ وہ گیہوں چاہے خود ہماری سرحد اور بجواڑہ سے [illegible] کے ساتھ چاول فروخت کر کے نہ صرف اپنے علاقہ کے ملازمین کو فائدہ پہنچایا بلکہ جہاں یہ چاول برآمد ہوتا ہے وہاں کی قیمتوں کو بھی قابو میں رکھا۔

میں جاننا چاہتا ہوں کہ بجواڑہ سے یہی قیمتوں میں [illegible] اس حد تک کہ بجواڑہ میں چاول پانچ سیر اور حیدرآباد میں چار سیر فی روپیہ دستیاب ہو سکتا ہے۔

آج کل گیہوں، چاول، باجرا اور دیسی [illegible] موسم کی قیمت سے دگنی قیمت پر میسر آ رہی ہیں اس کے معنی یہ ہوئے کہ کاشتکار ان اجناس کے نصف دام پاتے ہیں اور ملازمین کو ان کی دگنی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اب رہ گئی جوار تو اس کا نرخ بھی غربا کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا ہے۔

حکومت نے سالگزشتہ چاول گیہوں اور جوار کی قیمت کا تعین کیا تھا اور گیہوں پر تقریباً چھ مہینے اور جوار پر ایک سال تک تعین نرخ کا تجربہ کیا گیا۔ گیہوں کی حد تک میں یہ مان سکتا ہوں کہ دس فیصدی ملازمین کو تکلیف پہونچی کیونکہ بعض متمول حضرات کو گیہوں بہ زیادتی مقدار میں میسر آ سکا برعکس اس کے ۹۰ فیصد ملازمین ایسے تھے جن کو تعین قیمت کے ساتھ مقررہ مقدار میں گیہوں دستیاب ہو سکتا تھا کیونکہ اس کا نرخ اس حد تک نہیں پہونچا تھا کہ ان کی قوت خریداری سے باہر ہو۔ لیکن اب صورت یہ ہے کہ جزو معاش ملازمین کے لئے ممکن نہیں کہ وہ گراں ترین نرخ پر بھی گیہوں خرید سکیں۔

کمیابی کا غلط پروپگنڈا

جوار دس گیارہ مہینے تک تعین قیمت کے ساتھ فراوانی سے ملتی رہی۔ لیکن جیسا کہ ہر جنس کے ختم موسم پر ہوا کرتا ہے۔ آخر زمانہ میں ایک دو مہینے تک بازار میں جوار کی کمیابی کا شور مچایا گیا لیکن کوئی مثال ایسی نہیں پیش کی جا سکتی کہ تعین نرخ کے باعث کسی کو جوار میسر نہ آئی ہو وہ بھوکا رہا ہو۔ دراصل بازار میں جوار کی کمیابی کا پروپگنڈہ نفع خوروں کی طرف سے کیا جا رہا تھا اور وہ محض اس لئے کہ [illegible] ہو۔ اور اس کی ہمت پست ہو جائے اور نتیجتاً دیگر اجناس کی طرح اس جنس پر بھی نفع کمانے کا موقع مل جائے۔ میری اس تجویز سے مجلس نگرانی نرخ اشیاء کی اکثریت متفق تھی کہ جوار کی قیمتوں کو کاشتکاروں کی خاطر اضافہ کر دیا جائے کہ ملازمین اس بوجھ کو آسانی اٹھا سکیں۔ لیکن تعین نرخ بہرحال موجود رہے۔ برخلاف اس کے چند بیوپاریوں اور پیدا کرنے والوں نے یہ شکایت کی کہ تعین نرخ کے باعث [illegible] لگایا گیا۔ اور قیمت پر سے نگرانی اٹھا دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جوار کی قیمت پانچ سیر فی روپیہ تک پہونچ گئی اور اگر حکومت سرکار عالی حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن قائم کر کے ذخائر فراہم نہ کر لیتی اور اس موثر اقدام سے ایک حد تک نفع اندوزی کا انسداد نہ ہوا ہوتا تو موٹے چاول کے ساتھ جوار کی قیمت اور بھی بڑھ جاتی کیونکہ ہمیشہ موٹے چاول اور جوار کے نرخ میں پانچ چھ روپیہ فی پلہ کا فرق رہا ہے۔

منافع پر پابندی لگائی جائے۔

حکومت نے اپنے ملازمین کی حد تک گرانی کے بوجھ کو الاؤنس گرانی دے کر یا اس میں اضافہ کر کے کم کر دیا ہے لیکن گرانی کے مقابلہ میں یہ الاؤنس کوئی تناسب نہیں رکھتا۔

علاوہ ازیں سرکاری ملازمین کا طبقہ غالباً مجموعی آبادی کا ایک فیصد ہو سکتا ہے۔ غربا اور جز معاش رعایا کے لئے جو یقیناً آبادی کا ۹۰ فیصد ہے گذر بسر کی کوئی تدبیر نہیں نکالی گئی فصل گذر جانے کے بعد تعین قیمت بے اثر ہو گئی۔ فی الوقت جو تدبیر موثر ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ غیر معمولی منافع کمانے والوں پر پابندی عائد کر دی جائیں۔ اور بیوپاریوں کے ذخائر ضبط کر کے منافع کے تعین کے ساتھ مناسب تقسیم کا انتظام کیا جائے۔

میں جانتا ہوں کہ اس تجویز کو روبہ عمل لانے میں بعض دقتوں اور پریشانیوں کا سامنا ہوگا۔ لیکن موجودہ گرانی سے جن خطرناک نتائج کا اندیشہ لاحق ہوگا اس کے مقابلہ میں ان مشکلات کو حل کرنا زیادہ آسان ہے۔

اجناس کو منجمد کر دیا جائے

دوسری تجویز یہ ہے کہ ہر ضلع میں اجناس کو منجمد کر دیا جائے اور زائد از ضرورت مقدار کو ضرورت مند مقامات پر منتقل کر دیا جائے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک طرف عوام اور غربا کا طبقہ گرانی کے بار سے دبتا جا رہا ہے تو دوسری طرف متمول طبقہ جنگ کے پیدا کردہ حالات نقل و حمل کی مشکلات اور اجناس کی بڑھتی ہوئی مانگ اور عوام کی پریشانی سے فائدہ اٹھا کر اپنے دولت کے انبار کو بڑھا رہا ہے اب تک ہماری نظریں ان دولتمندوں پر لگی ہوئی تھیں کہ وہ آگے بڑھ کر اپنے مالی وسائل سے غربا کی مصیبتوں کو دفع کریں گے۔ لیکن ہماری امیدیں مبدل بہ مایوسی ہو رہی ہیں۔

دولت پر ٹیکس لگایا جائے۔

دنیا کا ہر ملک اپنے دولتمندوں سے مستفید ہوتا ہے لیکن حیدرآباد اس سے محروم ہے اگر جنگ نے وہ حالات نہ پیدا کر دیئے ہوتے جو غربا کو ہلاکت کے قریب پہونچا رہے ہیں تو ہم اپنی قسمت پر شاکر رہتے۔ لیکن اب اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ اگر متمول طبقہ غربا کی امداد پر آمادہ نہیں ہوتا تو ٹیکس کی صورت میں اس سے امداد حاصل کی جائے کیونکہ جہاں غیر معمولی منافع حاصل ہوتا ہے وہاں ٹیکس کا حصہ بھی اس میں رکھا جاتا ہے اس لئے چاہئے تو یہ تھا کہ بہت پہلے ہی ٹیکس عائد کر کے خزانہ میں اضافہ کیا جاتا۔ لیکن اب بھی اس طرف توجہ نہ دی گئی تو نتائج کا تصور کوئی امر مشکل نہیں ہے۔

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن پر چانسلر کے بیجا الزامات

بقیہ صفحہ اول

فرقہ واری نقطۂ نظر سے غور کر کے حکومت اور نفع اندوزوں کے زعم [illegible] تو وہ عوام کے حق میں ناانصافی ہے۔ اس کے برعکس یہ جماعت پبلک کی ایک بڑی خدمت کرے گی [illegible] جس میں اکثریت ہندوؤں کی ہے [illegible] اگر وہ کارپوریشن سے اشتراک عمل کر کے غیر [illegible] اس کی بیوپاریوں کا ساتھ دے گی اور اس قابل قدر مقصد کے حصول میں [illegible]

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

سیاسی قیدیوں کی رہائی پر ہم انہیں مبارکباد دیتے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ وہ جیل واپس جانے کی کوشش نہ فرمائیں گے۔

مسٹر پورنگاوکر نے نظام آباد ہندو کانفرنس میں ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کا قیام ہندو قوم کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے۔

واقعات یہ ہیں کہ:

(۱) حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کی مجلس انتظامی میں متعدد ایسے ہندو ارکان شریک ہیں جو ہندوؤں کے معاشی مفاد کی مسٹر پورنگاوکر کے مقابلہ میں زیادہ قابلیت کے ساتھ حفاظت کر سکتے ہیں۔

(۲) کسی ہندو لیڈر نے کمرشیل کارپوریشن سے متعلق اس قسم کی رائے ظاہر نہیں کی البتہ یہ ضرور کہا کہ ملازمین کے تناسب میں برادران ہنود کی (اکثریت ہے) زیادہ نمائندگی دی جائے۔

(۳) کارپوریشن کا جملہ لین دین ہندو ساہوکاروں، سکنگاروں اور تاجروں سے دن بدن ترقی پا رہا ہے۔

(۴) کارپوریشن کے شیئر مالیات مسٹر لی لے گئے ہیں۔

(۵) کارپوریشن کے قیام کا مقصد کاشتکاروں اور ملازمین کی فلاح و بہبود ہے اور ان ہر دو طبقوں میں اہل ہنود کی اکثریت ہے۔

واقعات بالا کی روشنی میں اگر مسٹر پورنگاوکر کی ہرزہ سرائی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ اپنی گرتی ہوئی قیادت کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

عوام کو سگریٹ، سگار، بیڑی اور گیری سے روکنے کے لئے ارباب مقتدر تدابیر اختیار کر رہے ہیں۔

(یونائیٹڈ پریس)

اور سرمایہ داروں کو منافع گیری سے روکنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں؟

اگر آپ گزشتہ ہفتہ کے مقامی اخبارات پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر اخبار میں انسداد رشوت ستانی کے لئے موثر تدابیر اختیار کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

ہر شخص یہ سوچ رہا ہے کہ بددیانت عہدہ داروں کے خلاف مہم آغاز کرنے میں حکومت کو کیوں تامل ہو رہا ہے جب رائے عامہ بالکلیہ حکومت کے ساتھ ہے۔ ہمارے ایک واقف کار دوست نے اس سوال کا یہ جواب دیا کہ

"اس مہم کا نقطۂ آغاز نقطۂ انجام بھی واقع ہوا ہے۔ اس لئے اگر حکومت صحیح وقت کا انتظار کرے تو اس کو تامل کیوں سمجھا جاتا ہے؟"

یہ جواب اس قدر بلیغ اور تشریح طلب تھا اگر ہم مزید سوالات کرنے کی کوشش کرتے تو ہمیں اپنی جہالت کا اعتراف کرنا پڑتا۔ اس لئے ہم نے یہ بحث بات ختم کر دی کہ ما رایہ از پی تست۔

ساہوکاروں اور تاجروں کی اندوختہ بازی کی وجہ سے اغذیہ کا مسئلہ دشوار ہو گیا ہے (آنریبل راجہ دھرم کرن) ساہوکاروں کا بیان ہے کہ سڑکوں کی خرابی کی وجہ سے ذخائر اجناس کو بازار تک لانا دشوار ہو گیا ہے۔

حیدرآباد کا ایک مقولہ ہے ــــــ گئی کہاں گیا کھچڑی میں۔

ہمارے ایک جدت پسند دوست نے کہا کہ یہ مقولہ بہت پرانا ہو گیا ہے اس کو یوں بدلا جا سکتا ہے ــــــ گھی کہاں گیا گوداموں میں ــــــ یا یہ کہ کہاں گیا قورمی میں۔ ابھی اس جدت پسندی کی داد بھی نہ دی تھی کہ ہمارے دوست نے اکبر الٰہ آبادی کو یہ مصرعہ سنایا۔

؎ نکہت مدت کو اب بجائے پانی کباب

چند حل طلب مسئلے:

(۱) چوکی وڈسے کے زیر کشت کھیت کس نے غائب کر دئے؟

(۲) ذخائر اجناس پر رائے عامہ کے متفقہ مطالبہ کے باوجود قبضہ کرنے میں حکومت کو کیوں تامل ہو رہا ہے؟

(۳) حکومت سرکار عالی ... [illegible]

کیا خبر ہوا میں یہ بحث خوارون کے علم تیج کا وعدہ فرمایا گیا تھا۔

(۲) فغاؤ کم تیکس کی تجویز کیوں صرف اکتوا میں پڑی ہوئی ہے!

علی شیخ پست اقوام کی سالانہ کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر بلم پے سابق صدر کانفرنس نے ہریجنوں کو یہ مشورہ دیا کہ وہ ہندو دھرم میں داخلے کے مسئلہ کو کوئی اہمیت نہ دیں کیونکہ پرمیشور ہر جگہ موجود ہے۔

اگر پست اقوام میں یہ نظریہ سرایت کر جائے تو نہ گاندھی جی کے نعرہ کی کوئی اہمیت باقی رہے گی اور نہ بابا راؤ سکوڑ کی اس مشہور و معروف اصلاح کی جس کا ذکر مسٹر سی، پی، راما سوامی آئر اکثر کیا کرتے ہیں۔ اعلیٰ ذات کے لیڈروں کو چاہیے کہ مسٹر پے کے نظریہ کو بے اثر کرنے کی کوئی تدبیر فوراً اختیار کریں ورنہ سارا سیاسی کھیل بگڑ جائے گا۔

اس میں شبہ مطلق نہیں ہے کہ اختیارات عاملہ و عدلیہ کی علحدگی عمل میں لا کر حکومت سرکار عالی نے ایک ایسی اصلاح نافذ فرمائی ہے جس کی نظیر ہندوستان کے کسی اور حصہ میں نہیں مل سکتی۔ ہم کو یاد ہے کہ برطانوی ہند میں اس کی ترویج کے لئے انڈین نیشنل کانگریس نے عرصہ تک جدوجہد کی تھی۔ (مشیر دکن)

اور ہمیں یہ بھی یاد ہے کہ انڈین نیشنل کانگریس ایک عرصہ تک عدلیہ اور عاملہ کی علحدگی کا مطالبہ کرتی رہی لیکن جب وہ خود برسر حکومت آئی تو اس اصلاح کو نافذ کرنے کے کوئی نظیر قائم کرنا بھول گئی۔ بہرحال حیدرآباد قرون وسطیٰ کے دور سے گزر رہا ہے۔

شمالی مغربی افریقہ میں امریکی و انگریزی و فرانسیسی افواج اور ان دونوں نے تونیہ میں مل کر جرمنوں اور اطالیوں کو گھیر گھار کر ختم کر لیا۔ (ترجمان حق)

ہمیں خبر نہیں کہ برق آسا حملے کی طرح گھیر گھار کر ختم کر لینا بھی کوئی فوجی اصطلاح ہے یا ہمارے معاصر کی جدت پسندی۔

ہم نہ مہرت ۔۔ معروف ۔۔ کی جماعت [illegible] کشتی والی ٹیبر والی اس خیال کے پرزور حامی بن گئے ہیں کہ حکومت ذخائر اجناس کو ضبط کر کے اپنے قبضہ میں لے لے۔

کیا مشیر نمک خوار یہ ورنگلاب بھی اس تجویز کے حامی ہیں۔

فلسفۂ عجم

تصنیف علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال

قیمت (عمار)

ملنے کا پتہ: احمدیہ پریس چار مینار

مریضوں کے ساتھ چند دلچسپ تجربات

ڈاکٹر لطیف سید صاحب کی نشری تقریر کے اقتباسات

میرے پیشے کی (۳۰) سالہ مدت میں جن واقعات سے مجھے سابقہ پڑا ان میں سے چند میں آپ کو سناتا ہوں۔

ایک مریض کے کمرہ میں داخل ہو کر میں نے پوچھا کیا تکلیف ہے۔ ایک عقلمند تیماردار نے جو مریض کا رشتہ دار تھا فرمایا "یہ معلوم کرنا تو آپ کا کام ہے"۔ اس پر میں نے فوراً جواب دیا "میں جانوروں کا ڈاکٹر نہیں ہوں جو بغیر کیفیت سنے تشخیص کروں"۔ وہ صاحب عجیب کر چپ ہو رہے۔

ایک بیمار کے بازو بیٹھا ہوا میں حرارت کا تختہ تیار کر رہا تھا اس میں یہ لکھ رہا تھا کہ کس کس وقت درجہ حرارت درج کیا جائے۔ میرے اس تختہ اور اعداد کو دیکھ کر گھر کی ایک بڑی بی بیمار کی ماں سے جا کر چپکے سے کہنے لگی "اری ماں ڈاکٹر صاحب تعویذ بھی لکھتے ہیں"۔

ایک وقت میں زیر تربیت استادوں کی ایک جماعت کو لکچر دے رہا تھا۔ لکچر کے دوران میں یہ بتا رہا تھا کہ میلے بستر پر سونے سے زمین پر سونا بہتر ہے۔ غلیظ برتن میں کھانے کی بہ نسبت صاف پتے پر کھانا زیادہ اچھا ہے۔ آدمی ننگا رہنا میلے کچیلے کپڑے پہننے سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد ہی میں نے ایک مسلمان استاد کو بازو والے سے کہتے ہوئے سنا کیا بات ہے ڈاکٹر صاحب بدھوں میں گیا۔

ایک پردہ نشین خاتون پردہ کے پیچھے بیٹھ کر چاہتی تھیں کہ ان کا معائنہ کیا جائے اور انہوں نے مجھ پر زور دیا تھا میں نے اپنی وضعداری کا اظہار کیا وہ کہنے لگیں ... کوئی کوشش نہ کی کہ میں نے جواب دیا کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میری شادی ہو چکی اور خدا کے فضل سے دو بچے ہیں یہ سن کر بیگم صاحبہ ہنس پڑیں اور پردہ سے باہر آ گئیں۔

ڈاکٹر صاحب میری بھوک جاتی رہی میں کیا کروں ایک مریض نے مجھ سے پوچھا۔ میں نے جواب دیا گوشت کھاؤ نہیں شکر گزار ہونا چاہئے کہ کھانے کے لئے تمہارے پاس کچھ تو موجود ہے۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں بھوک تو بہت لگتی ہے لیکن کھانے کے لئے کچھ میسر نہیں ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض صاحب بڑی بے تکلفی سے آتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مجھے ملیریا ہو گیا ہے کونین دیجئے۔ اجی "میرے پیٹ میں درد ہے ذرا کلوروڈین دیجئے" ایسے موقعوں پر میرا صرف ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ اگر آپ اپنی بیماری کی پہچان رکھتے ہیں اور نسخہ بھی تجویز کر سکتے ہیں تو ڈاکٹر کے پاس تشریف لانے کی کیوں زحمت گوارا کی۔

ایسے مریض بھی ہوتے ہیں جو ڈاکٹر کا معاوضہ ہضم کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہی مریضوں کے متعلق ایک طبی حکیم صاحب اپنے شاگردوں کو نصیحت کر گئے ہیں۔ نصیحت ہے۔ تین مصرعوں میں کی گئی۔ ملاحظہ ہو

"ابتدائی مرض ہی میں کاڑھ لے۔ یہ نصیحت
سب حکیمان کر گئے بعد صحت دیتے ڈھنگ"

ہر مریض کو دو خطرہ لاحق ہوتے ہیں ایک خطرہ تو خود مرض ہے اور دوسرا خطرہ اس مرض کا علاج ہوتا ہے۔ اکثر موقعوں پر میں نے یہ محسوس کیا کہ اگر مریض کا علاج نہ کیا جاتا تو وہ غالباً اچھا ہو جاتا۔

میں نے ایک مریض کو ہدایت کی کہ وہ ہر قسم کا میوہ کھا سکتا ہے اس کے بعد ہی اس مریض نے پوچھا ڈاکٹر صاحب کیا میں موز کھا سکتا ہوں۔

ایک مریض سے کہا گیا کہ وہ ہر قسم کے میوہ کا رس پی سکتا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ آٹھ آموں کا رس پی گئے۔

ایک مریض جو بظاہر خوشحال معلوم ہوتے تھے مجھ سے اپنی بیماری کے بارے میں مشورہ لینے آئے اور فیس کے متعلق تذکرہ ہی میں بڑی ہوشیاری سے یہ کہا کہ "ڈاکٹر صاحب معاف فرمائے اس وقت میرے پاس پیسے تو نہیں ہیں آپ کی فیس بعد میں ادا کر دوں گا" حسب معمول معائنے کے بعد میں نے نسخہ لکھدیا اور غذا وغیرہ کے متعلق چند ہدایتیں بھی کر دیں۔ خاص طور پر پھل زیادہ کھانے کے لئے کہا۔ اب ان مریض صاحب کی ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیے کہ مجھ ہی سے دو روپیہ قرض مانگے تاکہ گھر جاتے ہوئے راستہ میں پھل خرید لیں۔ یہ سنتے ہی میں تو ہکا بکا رہ گیا انہیں فوراً دو روپے دے دئے۔ اور خدا کا شکر ادا کیا کہ صرف دو روپیوں پر جان چھٹی۔ یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں اب تک ان کا انتظار کر رہا ہوں۔

ایک صاحب جنہیں ضرورت سے زیادہ بچے تھے اپنی بیوی کی بیماری کے سلسلہ میں میرے پاس آئے میں نے حسب معمول سوال کیا "کیا وہ حمل سے تو نہیں ہیں" جواب دیا "لاحول ولا قوۃ یہ کیا فرماتے ہیں آپ"؟

بعض موقعے ایسے آتے کہ ماں باپ نے مجھ سے یہ کہا کہ ڈاکٹر صاحب میری لڑکی کے لئے آپ کوئی بر تلاش کر سکتے ہیں۔ یا میرے لڑکے کے لئے کوئی اچھی سی لڑکی کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔ اس دوہری مشکل کو میں نے ہمیشہ یہ جواب دے کر حل کیا کہ ان شادیوں کا نتیجہ بیماروں کی تعداد بڑھانے کے سوا اور کچھ نہ نکلے گا۔ معاف کیجئے میرے پاس زیادہ مریضوں کے لئے وقت نہیں ہے۔ اور پھر ایسی نسبت ڈھونڈھنا جس میں کسی ایک فریق کے ساتھ ناانصافی ہو میرے لئے مشکل ہے۔

ایک اور لطیفہ سنئے۔ اس کے سمجھنے کے لئے یہ یاد رکھئے کہ عام طور پر شاہی خاندان ہی کے بچوں کے نام کے ساتھ لفظ "پاشاہ" شریک رہتا ہے۔ مثلاً کریم پاشاہ رحیم پاشاہ وغیرہ۔ میں نے ایک مکان میں ایک بچہ کو دیکھنے کے بعد نسخہ لکھنے کے لئے اس کا نام پوچھا تو باپ نے کہا "فرید پاشاہ"۔ یہ سن کر میں نے صرف تجاہل عارفانہ کے انداز میں تعجب سے پوچھا "پاشاہ" میرا تو خیال تھا کہ یہ آپ کا بچہ ہے۔ فرمانے لگے کہ "ہاں میرا ہی بچہ ہے"۔ میں نے پوچھا پھر پاشاہ کیسا۔ تو جواب ملا محبت سے پاشاہ ہی پکارتے ہیں۔ میں نے کہا "اچھا تو کیا کریں۔ سمجھ گیا اس لفظ میں یہ امکان ہے"۔

دماغی خلش کی کیفیت ایک مریض نے اس خوبی سے بیان کی کہ چند لفظوں میں ساری علامتوں کی تصویر کھینچ دی۔ "ڈاکٹر صاحب میرے سینے سے ایسی آوازیں آتی ہیں جیسے ... " ... بیماری کا اندازہ کر سکتے ہیں یہ کس قدر صحیح ہے۔

اپنے رشتہ داروں کا علاج کرنے والے ڈاکٹروں اور اپنے رشتہ دار ڈاکٹروں سے علاج کرانے والے مریضوں کے بارے میں بھی کچھ سن لیجئے۔

انگلستان اور دوسرے یورپی ممالک اور امریکہ کے ڈاکٹروں میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کا علاج نہیں کرتے۔ خود ان کے رشتہ دار بھی ان سے علاج کرانا اچھا نہیں سمجھتے اور ان کی قدر کرتے ہیں البتہ کبھی کبھی بیماری کے معمولی موقعوں پر ایسے ڈاکٹر جو علم جراحی اور طب کے کسی خاص شعبہ کے ماہر ہوں مرض کے

بقیہ صفحہ ۱۰

پست اقوام خود کو پست نہ سمجھیں

ملازمت کے بجائے زراعت اور صنعت و حرفت پر توجہ کی ضرورت

طلبہ پست اقوام حیدرآباد دکن کی دوسری سالانہ کانفرنس کی صدارت فرماتے ہوئے جناب میر اکبر علی خان صاحب بیرسٹر نے جو خطبہ پڑھا اس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔ "مکلّت"

حضرت جہاں پناہی نے اس امر کو واضح فرمادیا کہ خواہ کوئی شخص کتنا ہی صاحب ثروت ہو کتنا ہی صاحب اثر ہو اور کیسا ہی بڑا عہدہ دار ہو اور بلحاظ واقفیت اور علمی قابلیت کسی کا کوئی درجہ ہو تو بھی وہ شخص قابل احترام نہیں ہے جب تک کہ اس کا کردار اعلیٰ نہ ہو یہی حال اقوام و ملل کا ہے کہ جب تک کسی قوم میں اعلیٰ کردار نہ ہو کوئی دنیاوی قوت اس قوم کو عزت نہیں پہنچا سکتی۔ اور جب کسی قوم میں سب کچھ ہو مگر کردار نہ ہو تو معمولی سی کوشش سے اس کو تباہ و برباد کیا جاسکتا ہے۔ میری تمنا ہے کہ تمام رعایا آصفی خود کو اعلیٰ کردار کا بہترین نمونہ ثابت کرے اور جو اشخاص بدکرداری و بددیانتی کے مرتکب ہوں ان کے ساتھ رائے عامہ اور حکومت سرکار عالی سختی سے تدارک کرے۔

حکومت نے کیا کیا

ان ارشادات عالیہ کی تعمیل میں حکومت سرکار عالی نے آپ کے مسائل پر خاص توجہ کی ہے جو ایک حد تک باعث اطمینان ہے۔ چنانچہ آپ کی قوم کے لئے خصوصی مدارس بلدہ میں کھولے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک معمولی تعلیم کے لئے اور دوسرا صنعتی تعلیم کے لئے ہے اور ان مدارس میں نہ صرف تعلیم مفت دی جاتی ہے بلکہ دیگر ضروری اشیاء مثلاً کتب وغیرہ بھی مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ صنعتی مدرسہ کو عملی تعلیم کے متعلق سامان خریدنے کے لئے سالانہ (الف ۔۔۔) کی امداد دی جارہی ہے (اضلاع) میں امدادی مدارس قائم کئے جارہے ہیں۔ اور آپ کے ہم قوم کو آپ کی تعلیم کی نگرانی کے لئے مستقل تعلیمات مقرر کیا گیا ہے۔ علاوہ برآں یہ کہ حضرت جہاں پناہی کے ارشادات کی تعمیل میں اسی سال کے موازنہ میں ایک لاکھ روپیہ کی گنجائش فراہم کی گئی ہے تاکہ آپ کی قوم کے افراد کو مزید سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ میری معلومات سرکار عالی سے اتنا معلوم ہے کہ دو لاکھ روپیہ کی رقم آپ کی تعلیم و تربیت پر صرف کی جاتی ہے۔ اس وقت بھی خصوصی مدارس کی تعداد (۵۰) ہے جن پر سالانہ (۵۰۰) ہزار روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے وظائف کے لئے بھی سالانہ چند ہزار روپیہ کی امداد منظور کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ مال سے جو زمینات دی جاتی ہیں ان کا ایک حصہ آپ کو پٹہ پر دیا جاتا ہے اس سے آپ کو پوری سہولتیں دینے کے متعلق وقتاً فوقتاً ہدایات صادر ہوتے ہیں۔ اور دیہی ترقی کے محکمہ جات آپ کی فلاح و بہبود کا بطور خاص لحاظ رکھتے ہیں۔ اصلاحات کی اسکیم میں بھی آپ کو بطور خاص پانچ ارکان کی حد تک علیحدہ نمائندگی دی گئی ہے علاوہ اس حق کے جو آپ کو بعض عام نشستوں پر بھی حق ہونے کا ہے۔ جو آئینی کمیٹیاں اصلاحات کے سلسلہ میں قائم کی گئی ہیں ان میں آپ کے ہر دو قائدین جناب وینکٹ راؤ صاحب اور جناب شیام سندر صاحب کو شریک کیا گیا ہے۔

طلبہ کو مشورہ

آپ کے قوم کی اصلاح میں جو انقلابی ذہنیت جاری ہے پیدا کیا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ کرتے ہوئے آپ ہمیشہ خود کو تاج آصفی اور روایات سلطنت آصفیہ سے وابستہ رکھیں۔ آپ کا یہ عقیدہ ہو کہ آپ کی فلاح و بہبود و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ نہ آپ تمدن آصفی و خاندان آصفی کو اپنا بہترین سرمایہ حیات تصور کریں اور ان تمام نظریات سے دور رہیں جو کسی کسی صورت ہماری مرکزیت اور ہمارے اقتدار اعلیٰ کی کاوٹ کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ بھی میری آپ سے خواہش ہے کہ آپ ان تمام اصولوں اور طریقہ ہائے کار کو پیش نظر رکھیں جو ہمارے ملک کے تمام طبقات اور اقوام میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا باعث ہوسکتے ہیں۔

مجھکو یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ نا اتفاقی کی وجہ سے کس درجہ ہندوستان کو نقصان ہوا ہے۔ اگر آپ ہندوستان کے حالات سے سبق حاصل کرکے حیدرآباد میں بہتر قومیت اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی کوشش نہ کریں تو ایک بد نصیبی ہوگی۔

چند غور طلب امور

حقیقت یہ ہے کہ آپ کے موجودہ مشکلات کا واحد حل زیادہ سے زیادہ آپ کی قوم کو تعلیم دینے میں مضمر ہے۔ اس ضمن میں چند امور آپ کی توجہ کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(الف) آپ کی قوم کے متعلق جو پست اقوام کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ اس کے بجائے کوئی بہتر اصطلاح آپ کو سوچنی چاہئے۔ جناب شیام سندر صاحب نے اپنے کلام میں ہماری قوم کی اصطلاح استعمال کی ہے مجھکو اس سے بحث نہیں کہ آپ کس نام سے اپنی قوم کو پکاریں۔ لیکن اس نام میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو ان کے ذہن کو پستی کی طرف مائل کرے اور ان کے حوصلوں کو کمزور کرے۔ یہ امر آپ کی خاص توجہ کا مستحق ہے۔

(ب) آپ کی اقتصادی حالت کی وجہ یہ ضروری ہے کہ عمومی اوقات میں آپ کے بچے دو سال کی تعلیم حاصل کرسکیں۔ اس لئے اس کی ضرورت ہے کہ بالعموم جو مدرسے مدارس اور بالخصوص آپ کی قوم کے لئے کھولے گئے ہیں ان کے اوقات ایسے مقرر کئے جائیں جو ان کی کاروباری زندگی کو زیادہ متاثر نہ کرے۔ اسی ضمن میں آپ کو دیہات میں بطور خاص تعلیم بالغاں کی ضرورت ہے تاکہ آپ کی تعلیم کی طرف مائل ہوں کیونکہ یہ ایک تجربہ ہے کہ عام طور پر آپ کے قوم کے افراد اس طرف بہت کم مائل ہوتے ہیں۔

(ج) آپ کو اس امر کا بھی احساس کرنا چاہیئے کہ دیہات کی زندگی کی اقتصادی مشنری کا آپ ایک اہم جزو ہیں اور جو پیشے آپ لوگ انجام دیتے ہیں اس کے بغیر دیہاتی زندگی ممکن نہ ہوگی۔ اس لئے ملک کے بہترین اغراض اور آپ کی فلاح و بہبود خود اسی میں مضمر ہے کہ یہ اقتصادی وسائل آپ کے ہاتھ سے جانے نہ پائیں۔ اس لئے اس کی شدید ضرورت ہے کہ آپ کی تعلیم میں صنعتی حرفہ شامل ہوں اور آپ کے بچے جب زمانہ تعلیم ختم کرکے کاروبار کے لئے رجوع ہوں تو وہ ان مشاغل اور پیشوں کو جو اب تک انجام پاتے آئے ہیں بہتر طریقہ پر انجام دیکھیں۔ میرا منشا نہیں ہے کہ آپ میں سے کوئی اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کرے لیکن ۲۰ لاکھ کی آبادی کے پیش نظر یہ صورت مستثنیات کی ہوگی۔ عام اصول جو آپ کی قوم کی تعلیم کے پیش نظر رہے وہ یہ رہنا چاہیئے کہ وہ ملک کی کاروباری زندگی میں پہلے سے بہتر ثابت ہوں اور ملک کی اقتصادی حالت کو وہ بہتر سے بہتر بناسکیں۔

(د) آپ کی جو تعلیم گاہیں اور بورڈنگ ہوں وہ انتہائی سادگی کا نمونہ ہوں تاکہ تعلیم پانے کے بعد آپ زمانہ کے مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو زیادہ موزوں پائیں اور آپ کی سادگی اور جفاکشی دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔

(ہ) آپ کی قوم میں جو اندرونی اختلافات ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ جو آپ کا (ممالک) ۲۵ لاکھ سے زیادہ مملکت آصفیہ میں بسنے والے انسانوں کی نمائندگی کا ہے اس کو حقیقی قوت حاصل ہوسکے اور اس کے لئے آپ کو عملی طور پر ایسے تدابیر اختیار کرنی ہوں گے جس سے باہمی محبت اور اتحاد پیدا ہو۔ یہ چیز آپ خطبات اور دلچسپ تقریروں کے ذریعہ حاصل نہیں کرسکتے بلکہ عمل کرکے۔

(و) ملک کے اقتصادی حالت کا اثر۔۔۔ ان امور پر آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ حقیقت ایک سبب ہے میری ذہنیت بکثرت ہے اور اصل بنیاد اقتصادی خوشحالی کی زراعت و صنعت کی فراوانی ہے۔ اس کی بدولت اقوام متمول و خوشحال ہوتے ہیں اس کی کمزوری اقوام و حکومت کی کمزوری کا باعث ہوتی ہیں آپ اس حقیقت کو پیش نظر رکھکر اپنی قوم کی توجہ بطور خاص ان دولت پیدا کرنے والے ذرائع و وسائل کی طرف منعطف کریں جن سے حقیقت میں دولت پیدا ہوتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میں سے کچھ صرف ملازمت میں آئیں۔ لیکن میں اس رجحان کی سختی کے ساتھ مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔ جو کسی قوم یا طبقہ کو ملازمت کا گرویدہ کرے۔ میں اپنی قوم کی انتہائی اقتصادی کمزوری

(بقیہ صفحہ ۱۰)

(۴½) لاکھ کے صرفہ سے بیدر میں آبرسانی کی اسکیم

ضلع کے وطنداروں کو سالانہ ایک لاکھ (۶۵) ہزار کی امداد

ضلع بیدر کے دیشمکھ اور دیش پانڈے (۴۳) ہزار روپے سالانہ بطور رسوم حاصل کرتے ہیں۔ انعامداروں کو بھی تقریباً سالانہ اتنی ہی رقم ملتی ہے۔ پٹیل اور پٹواری کی جملہ رقم (۰۰) ہزار ہے۔ اس کے علاوہ بیت سندھیوں کو سالانہ دس ہزار روپے دیے جاتے ہیں۔

چند فصلوں کی خرابی کی وجہ سے ۱۳۵۱ف میں کاشتکاروں کو (۶۷) ہزار کی معافی اور (۳۲) ہزار کے التوائے مالگذاری کی منظوری دی گئی۔ عوام کے آرام و آسائش کے کاموں پر لوکل فنڈ کے موازنہ سے (۶۵) ہزار روپے صرف کئے گئے۔ مستقر بیدر کے لئے ۴½ لاکھ کے صرفہ سے آبرسانی کی اسکیم مکمل کی گئی۔

ضلع بیدر کے جملہ مدرسوں کی تعداد (۳۷۷) ہے ان میں سے ایک فوقانیہ، سات وسطانیہ اور باقی تحتانیہ مدرسے ہیں لڑکیوں کے مدرسوں کی جملہ تعداد (۱۷) ہے پست اقوام کے چار خاص مدرسے بھی قائم ہیں جہاں (۱۵۰) لڑکے تعلیم پاتے ہیں تعلیم بالغان کے مدرسوں کی تعداد آٹھ ہے۔

ضلع کے تمام مدرسوں میں طالب علموں کی جملہ تعداد (۱۰۳۰۲) ہے بیدر، اودگیر اور احمدپور تعلقوں میں تحتانی مدرسوں کی آٹھ عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ یہ قصبے تعلیم دیہی کے مرکز بھی ہیں۔ مستقر بیدر میں ایک صنعتی مدرسہ ہے جس پر حکومت سالانہ (۳) ہزار روپے خرچ کرتی ہے جہاں سے ہر سال (۳۰) طالب علم مختلف صنعتوں اور حرفتوں میں تربیت پا کر نکلتے ہیں۔ ضلع میں کل چھ شفاخانے ہیں۔ مستقر ضلع کے شفاخانے میں (۲۴) بستر ہیں۔ ۱۳۵۱ف میں چیچک کے (۲۰) ہزار انسداد پلیگ کے (۱۵) ہزار اور انسداد ہیضہ کے (۵) ہزار ٹیکے لگائے گئے۔ سررشتہ علاج حیوانات نے (۲۲) ہزار جانوروں کا علاج کیا۔

ضلع کی پختہ سڑکوں کی جملہ لمبائی (۲۰۲) میل ہے محکمہ تعمیرات نے ۱۳۵۱ف میں سڑکوں، تالابوں اور عمارتوں کی مرمت اور انتظام پر ایک لاکھ (۱۲) ہزار دو سو ساٹھ روپے خرچ کئے۔

ضلع میں امداد باہمی کی کل (۴۰۳) انجمنیں اور (۳) بنک ہیں۔

دستوری اصلاحات کی نئی اسکیم کے تحت ضلع بیدر کے دس قصبوں میں جن کی آبادی (۲۵۰۰) یا اس سے زیادہ ہے دیہی پنچایتوں کا قیام عمل میں آئے گا۔ تعلقہ احمدپور میں ریکارڈ آف رائٹس کی ترتیب کا کام مکمل ہو چکا ہے اور اب یہ کام اودگیر اور بیدر کے تعلقوں میں شروع کیا گیا ہے۔

کاروباری کمپنیاں برساتی کیڑوں کی طرح پیدا ہو رہی ہیں

گذشتہ دس ماہ سے کوئی اخبار ایسا نظر نہیں آرہا ہے جس میں نصف یا پورے صفحہ کا ایسا اشتہار شائع نہ ہوتا ہو جس میں کسی نئی کمپنی یا بنک کے قیام کا اعلان نہ ہو۔ یہ بات اس واقعہ کو ظاہر کرتی ہے کہ جنگی منافع سے جدید سرمایہ کتنی مقدار میں فراہم ہوا ہے۔ اکثر لوگ جنہوں نے آسانی سے سرمایہ فراہم کرلیا ہے اس سرمایہ کو کسی ایسے کاروبار میں لگانے کی فکر میں ہیں جو ان کے لئے منفعت بخش ہو۔ اس میں شک نہیں کہ جدید کاروبار آغاز کرنے کی ایک حد تک ضرورت ہے مثلاً اس ملک کے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے بنکوں کی تعداد بہت قلیل ہے۔ اور قومی آمدنی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کاروبار میں وسعت کی کافی گنجائش ہے۔ لیکن یہ وسعت ناجائز ہو جاتی ہے۔ جب ایسے لوگ جن کے پاس سرمایہ ہے بنک میں اس کو محفوظ رکھنے کے بجائے جلب منفعت کی خاطر کاروبار میں لگانا چاہتے ہوں۔

اس سلسلہ میں ریزرو بنک نے ایسے جدید قائم شدہ بنکوں کا جو تجزیہ کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے نئے بنکوں کے قیام میں سٹہ بازی کے محرکات کارفرما تھے۔ ان بنکوں کا انتظام بظاہر مجبوری معلوم ہوتا ہے مگر ان کی ساخت ایسی ہے کہ چند افراد کو غیر معمولی اور غیر مسئول اقتدار حاصل ہو جاتا ہے اور منیجنگ ایجنٹوں کے لئے جو مراعات محفوظ رکھے گئے ہیں وہ ان کی خدمات سے بہت زیادہ ہیں۔ اس سے ان کاروباری لوگوں کی ذہنیت کا انکشاف ہوتا ہے جو ان جدید کمپنیوں کے بانی ہیں اور ریزرو بنک نے روپیہ لگانے والی پبلک کو بروقت متنبہ کرکے بڑی خدمت کی ہے۔ گذشتہ جنگ عظیم کے اختتام پر ایسی کمپنیاں قائم ہوئی تھیں جن کے قیام کا نہ صرف سرمایہ لگانے والے خسارہ میں رہے بلکہ ان سے بہت سی معاشی خرابیاں وجود میں آگئیں۔ اگر ایک طرف روپیہ لگانے والی پبلک ہوشیار اور محتاط رہے اور دوسری طرف حکومت فوراً انسدادی قدم اٹھائے تو تاریخ کو دہرائے جانے سے روکا جا سکتا ہے۔ یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان جدید کمپنیوں کے لئے سرمایہ کی فراہمی دشوار نہیں معلوم ہوتی مگر جنگی قرضوں کی کامیابی ذرا دشوار معلوم ہو رہی ہے۔ غالباً ایک قومی حکومت ہی سرمایہ کا رخ جنگی قرضوں کی طرف پھیر سکتی ہے۔

(ٹوئنٹیتھ سنچری)

اشیائے غذا جمع نہ کی جائیں

گذشتہ چند دنوں سے محکمہ اے۔ آر۔ پی کے توسط سے بلدہ حیدرآباد کے ہر گھر میں چاول، جوار، گیہوں، املی، مرچی، شکر اور مٹی کے تیل کی ضروریات کے متعلق تعداد فراہم کرائے جارہے ہیں۔ اسی کی وجہ سے پبلک میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ ان تمام اشیاء کی راشننگ ہونے والی ہے اور اس خیال کے تحت بعض لوگ ان اشیاء کو وقتیہ ضروریات سے زاید مقدار میں خرید کر جمع کر رہے ہیں۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے اور یہ عمل نادرست ہے۔ اس وقت چاول، جوار، گیہوں، املی اور مرچی کی راشننگ زیر غور نہیں ہے صرف شکر اور مٹی کے تیل کی باقاعدہ راشننگ پیش نظر ہے۔ ان دو چیزوں کی ضروریات کے اعداد کے ساتھ ساتھ دوسری اشیاء کے اعداد اس لئے فراہم کئے جارہے ہیں کہ آئندہ شہر حیدرآباد کی ضروریات کے لئے ان اشیاء کی کافی مقدار فراہم کرتے ہیں ان کو پیش نظر رکھا جائے اس لئے پبلک کو چاہئے کہ ان تمام اشیاء کو جمع کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ ان کے متعلق اپنی صحیح ضروریات بتائے تاکہ حکومت کو حسب ضرورت ذخائر فراہم کرنے میں مدد ملے۔ (معلومات)

مریضوں کے ساتھ چند دلچسپ تجربات

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

متعلق اپنی رائے دینے سے پس و پیش نہیں کیا کرتے۔ لیکن معمولاً یہ ڈاکٹر اپنے قریبی یا دور کے رشتہ داروں کی آئے دن کی بیماریوں کا علاج نہیں کرتے۔ اس دوراندیشی کے کئی اسباب ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ اپنے رشتہ داروں کا علاج کرکے دوسرے ڈاکٹروں کو ان کی جائز آمدنی سے محروم کر دیتے ہیں دوسرے یہ کہ ڈاکٹر بہر حال ایک انسان ہے اس لئے ممکن ہے وہ اپنے جذبہ اور احساس سے متاثر ہو کر خاص خاص موقعوں پر ضبط اور پورے صبر و سکون کے ساتھ اپنے کام کو اچھی طرح جاری نہ رکھ سکے۔ اس کے علاوہ ایک بالکل مختلف قسم کے خطرہ کا بھی اندیشہ ہے۔ اگر کبھی کوئی ڈاکٹر ایسا نکل آئے۔ جس کی ذہنیت مجرمانہ ہو تو اس کا امکان ہے کہ وہ اپنے فائدہ کی خاطر اپنی بیوی یا باپ یا بھائی کو "ختم" کر دے اس قسم کے بعض واقعات کا انگلستان میں پتہ چلا ہے اس میں ایک ڈاکٹر کا واقعہ بھی ہے۔ اس ڈاکٹر نے ایک کے بعد ایک کئی عورتوں سے شادی کی اور نہایت چالاکی اور سفاکی کے ساتھ ان عورتوں کو غسل کے وقت پانی میں ڈبو کر مار ڈالا۔ اس طرح ان کی جائداد اور بیمہ کی رقم ہڑپ کی۔ بالآخر وہ پکڑا گیا اس پر مقدمہ چلا اور اسے سولی کے تختہ پر چڑھا دیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں!

کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں زرعی پیداوار کی سالانہ مالیت تقریباً ۱۰۰ کروڑ ہے۔

کہ کاشتکار کو عمارت کے ادا کئے ہوئے روپے میں سے چھ آنے سے زیادہ نہیں ملتا۔

کہ محکمہ مارکٹنگ نے ممالک محروسہ کی (۲۲) بڑی بڑی منڈیوں کی تنظیم کی ہے تاکہ کاشتکار کو پیداوار کی معقول قیمت حاصل ہو سکے۔

کہ محکمہ صنعتیات تجارتی اصول پر مچھلی سے تیل تیار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

کہ سیسے کی گنڈیاں عنقریب حیدرآباد میں تیار ہونے لگیں گی۔

کہ محکمہ صحت سررشتہ طبابت و صحت عامہ کو اس بات میں مشورہ دے رہا ہے کہ مچھلیوں کے ذریعہ ملیریا اور نارو کی بیماریوں کو قابو میں لایا جا سکے۔

کہ حیدرآباد میں اس وقت تک (۱۵۰) نایاب مشرقی کتابیں اور مخطوطات شائع ہو چکے ہیں۔ اور مزید (۱۰۰) کتابوں کی فہرست بغرض اشاعت تیار ہے۔

کہ حیدرآباد میں جوار کی پیداوار میں (۲۵) فیصد اضافہ کی امید ہے چاول کی پیداوار زیادہ ہو گئی ہے اور گیہوں کی پیداوار میں تقریباً (۱۰) فیصد کے اضافہ کی توقع ہے۔

کہ حکومت نے اضلاع رائچور اور گلبرگہ کے قحط زدہ علاقوں میں رعایا کی تکلیف رفع کرنے کے لئے فیاضانہ منظوریاں عطا فرمائی ہیں۔

کہ حیدرآباد میں توفیر زر نہیں ہوا اور زر زیر گشت کی مقدار حسب معمول ہے۔

اشتہار

حضوری مدعی علیہم مرتبہ عدالت دیوانی ضلع تعلقہ لاتور

نمبر ۱۳ سنہ ۵۲ ف رجسٹر (۱)　　واقع ۲۱ خورداد ۵۲ ف

باجلاس مولوی خواجہ معین الدین صاحب

بی۔ اے۔ ایل ایل بی منصف تعلقہ لاتور

مدعی۔ مدن لعل ساکن تعلقہ

بنام۔ تلسی رام وغیرہ ساکنان موگاؤں مدعا علیہم

دعویٰ۔ دلاپانے زر نقد معہ سود

تلسی رام ولد ہری رام قوم مارواڑی عمر ۲۶ سالہ پیشہ بیوپار ساکن موگاؤں تعلقہ احمد پور۔ بنام

چمنی لعل ہری رام قوم مارواڑی عمر ۲۰ سالہ پیشہ بیوپار ساکن موگاؤں تعلقہ احمد پور۔

مسدی نارائن ولد ہری رام قوم مارواڑی عمر ۲۳ سالہ پیشہ بیوپار ساکن موگاؤں تعلقہ لاتور۔

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام سے ایک مقدمہ بابتہ مذکور الصدر کے دائر کیا ہے اور عدالت ہذا سے تمہاری حاضری کے لئے متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوتے رہے لیکن وہ کسی نہ کسی وجہ سے بلا تعمیل واپس ہوتے رہے لہذا اب حسب استدعا مدعی ذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاکر تم کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۹ امرداد ۵۲ ف بوقت ۱۰ بجے دن اس عدالت میں حاضر ہو کر مقدمہ مذکور الصدر میں پیروی و جوابدہی کرو اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اسی روز کل دستاویزات پیش کرو جس سے تم اپنی جواب دہی کی تائید میں استدلال کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر تم بروز مذکورہ حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ تمہاری عدم حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔ آج بتاریخ ۲۱ خورداد ۵۲ ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

دستخط	شرح تخط
صبیغہ دار دیوانی	سررشتہ دار

پست اقوام خود کو پست نہ سمجھیں

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

کی اصل وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ملازمت کی طرف مائل ہو کر دیگر اقتصادی ذرائع سے بحیثیت قوم اپنے کو بے تعلق رکھی ہے اور یہ امر بہت سے باعث رنج ہے کہ ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ نوجوان خواہ وہ کسی قوم و ملت کے ہوں بجائے تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف متوجہ ہونے کے ملازمت کے لئے سرگرداں رہتے ہیں اور اپنی عمر کے قیمتی اوقات کو اس تگ و دو میں ضائع کرتے ہیں۔ ان دقتوں کا احساس رکھتا ہوں جو ان تمام کاروبار میں مصروف ہونے والے کے پیش آتی ہیں۔ لیکن میرا یہ یقین ہے کہ جب تک ہم ان مشکلات پر قابو پانے کے لئے آمادہ نہ ہوں اس وقت تک ہمارے ملک کی اقتصادی پستی دور نہیں ہو سکتی حالات جنگ کی وجہ سے ایسے اور بھی مواقع پیدا ہوگئے ہیں کہ تجسس اور کوشش سے بہت معاشی وسائل جو ملازمت سے بدرجہا بہتر ہوں پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

اس اثناء میں آپ کو ایک اور موقتی ضرورت کے متعلق متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ عالمگیر جنگ کی وجہ ہمارے ملک کو بھی گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور اس سلسلہ میں غذا کا مسئلہ کافی اہم اور توجہ کا مستحق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی کانفرنس ایک اہم خدمت انجام دے گی اگر ایسے والنٹیئر مہیا کرے جو اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر عملی طور پر کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کے ایک رکن کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم کو اچھے والنٹیئر مشکل سے فراہم ہو رہے ہیں۔ ہم کو ضرورت ہے کہ غذا کے ذخائر کا پتہ لگایا جائے۔ ہم کو ضرورت ہے کہ اناج کی صحیح صورت حال سے وقتاً فوقتاً ہم کو مطلع کیا جائے۔ ہم کو ضرورت ہے کہ دوکانات میں جو مال فروخت ہو رہا ہے اس پر موثر نگرانی قائم کی جائے۔ ہم محسوس کرتے ہیں جو غرباء دوکان تک آکر غذا نہیں حاصل کر سکتے ہیں اطمینان بخش طور پر ان کے گھروں پر غذا پہونچایا جائے۔ اور حتی الامکان اس خصوص میں افراط و تفریط کو روکا جائے اور غذا ومائیں کا استعمال کیا جائے اگر آپ کے کانفرنس کے اراکین اس خصوص میں رضاکارانہ اور خدمت گذاری کی اسپرٹ سے انجمن انسداد قلت گرانی اجناس کی مدد کریں گے تو صحیح معنوں میں آپ اہل ملک کی خدمت گذاری کریں گے اور وقت کی اس نازک ضرورت کو پورا کریں گے۔

حوالہ رشتہ مارکٹنگ آہستہ آہستہ ترقی کے ساتھ منزل کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں اسے بہت سی اہم ذمہ داریوں سے نپٹنا ہے۔

کاشتکاروں کو ان کی محنت کا پورا صلہ ملے گا

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

کرنے، ان انجمنوں کے کام کو ساری ریاست میں پھیلا دیا جائے۔ اور آخر میں تمام زرعی کاروباران ہی انجمنوں کے تحت کر دیا جائے۔

بازار کی خبر رسانی

بازار کی خبریں عوام تک پہونچانے کے طریقے اور ذریعے معلوم کئے جا رہے ہیں تاکہ عوام زرعی کاروبار سے واقف رہیں اور انہیں پیداوار کی قیمتوں، ذخیروں، درآمد اور برآمد کا حال معلوم ہوتا رہے۔ زرعی مارکٹنگ کا ماہانہ رسالہ ریاست میں اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ دو سال سے شائع ہو رہا ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ اس کی اشاعت کو بڑھایا جائے۔ اور بازاری معاملات سے متعلق ہفتہ وار نشر کا اس میں اضافہ کیا جائے۔ "حیدرآباد کی ایک سالہ زرعی مارکٹنگ" کے عنوان سے ایک کتاب مرتب کی جا رہی ہے جس سے زرعی مارکٹنگ سے متعلقہ قوانین جملہ بازاروں اور اشیاء کا پورا پورا حال معلوم ہو سکے گا۔

ریاست کی کفایت شعاری کے سلسلہ میں

جنگ کے بعد کے منصوبوں سے متعلق جو تجویزیں پیش کی جائیں گی۔ ان کے ساتھ ہی صراحت مارکٹنگ کی اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔ کیونکہ زراعت اور صنعت کے درمیان ایک قریبی تعاون کے قیام کی ضرورت ہوگی

اشتہار بمحریہ عدالت دیوانی بلدہ سرکار عالی

واقع ۳۰ خورداد ۱۳۵۲ف

نمبر مقدمہ ۔۔۔ بابتہ ۱۳۵۲ف

باجلاس عالیجناب مولوی احمد محی الدین صاحب منصف

ایچ۔ سی۔ ایس ناظم اول

گرپی کشن وغیرہ ڈگریداران

دعوے

اجرائی ڈگری

بنام ۔ اقبال محمد وغیرہ مدیونان

بنام ۔ اقبال محمد ولد اسرار حسینی مذہب قوم مسلمان عمر (۲۲) سالہ پیشہ ملازمت محکمہ سکونت ۔۔۔ ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان میں تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا ہوئے لیکن تمہارا پتہ نہ چلنے کی وجہ بلا تعمیل واپس ہوئے اس لئے بذریعہ ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ۔۔ امرداد ۱۳۵۲ف بوقت ۸ ساعت بذات خاص یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر اگر کوئی وجہ رکھتے ہو تو پیش کرو کہ کیوں تم کو گرفتار نہ کیا جائے بصورت غیر حاضری تمہاری حسب ضابطہ کارروائی عمل میں آئے گی۔ آج بتاریخ ۳۰ خورداد ۱۳۵۲ف میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا فقط

دستخط مہر دستخط

مسندوار سررشتہ دار

طب کی سائنٹفک ایجاد

"گرنیال" ...

(تیار کردہ حکیم سید عیسیٰ حسین صاحب مہتمم دواخانۂ سرکار عالی)

اس عرق کے صرف چند قطرے کان میں ٹپکانے سے بغیر کسی تکلیف کے درد سر، کان، آنکھ، دانت اور جسم کے ہر حصے کے درد میں حیرت انگیز سرعت کے ساتھ فائدہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مار چوٹ اور زخم کے لئے بھی حد مفید ہے۔ **قیمت فی شیشی ایک روپیہ۔**

حکمت محل (حیدرآباد دکن)

سول ایجنٹ:۔ سید عبدالرزاق اینڈ کمپنی پارکمان حیدرآباد دکن

سر رشتہ مطبوعات عامہ سرکار عالی

کی چند اہم مطبوعات

منتخب پریس نوٹ:۔ (۱) اعلامیے اس مجموعہ میں (۱) سیاسی اور انتظامی (۲) معاشرتی فلاح و بہبود (۳) معاشی مسائل کے متعلق ایسے منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے پیش کئے گئے ہیں جو قومی تعمیر سے متعلق ہیں اور ساتھ ہی جنگ اور جنگ کے اہم مسائل پر حکومت کے مسلک پر روشنی ڈالتی ہے کاغذ و طباعت اعلیٰ۔ قیمت (عہ) انگریزی اڈیشن (عہ)

عثمانیہ یونیورسٹی:۔ انگریزی از سر ایڈ منڈ ولگن رئیس جامعہ عثمانیہ کا مفصل با تصویر تذکرہ اور ایک مغربی فاضل تاثرات کے گران قدر تاثرات۔ قیمت (عہ)

ہمسر ایکسیس:۔ آف حیدرآباد (انگریزی) مملکت آصفیہ حیدرآباد کے مکمل اجمالی باتصویر حالات مستند دستاویز بطور کتاب کے خصوصاً از حد مفید ہے۔ قیمت ...

نیز:۔ اپنی ہر علمی ادبی ضروریات کے لئے مکتبہ کی خدمت ہمیشہ پیش نظر رکھئے

مکتبۂ ابراہیمیہ۔ حیدرآباد دکن

پارچہ جات

ایف۔ ڈی۔ خان اینڈ کمپنی

محی الدین بلڈنگ حیدرآباد

کفایت کی خاطر

ریڈیو لیگ کے رکن بن جائیے

لاؤڈ اسپیکر کرایہ پر دئے جاتے ہیں۔
پرانے ریڈیو درست اور فروخت کئے جاتے ہیں۔

ریڈیو ہاسپٹل

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

فون نمبر ۳۲۷

خزانہ عامرہ کی موڑ پر

بنارسی مال

کا مخزن

رام بخش جے چند۔ (لاڈ بازار)

بیوپاریوں اور آرڈر پر سپلائی کرنے والا

عزیز

برادران

تاجران غلہ

نظام شاہی روڈ

حیدرآباد دکن

تاج محل

ہیر ڈریسنگ سیلون

لیڈیز اینڈ جنٹس

روبرو بڑے دواخانہ ڈاکٹر کروسکر ٹپ بازار حیدرآباد

احمدیہ برقی پریس چار مینار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن اختر ناشر دفتر حکمت ... سے شائع ہوا۔